REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴ ۔ تار کا پتہ :- ڈیلی الفضل ربوہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
یوم سہ شنبہ
فی پرچہ دس پیسے

الفضل

۱۸ شعبان ۱۳۸۲ھ

ربوہ

شرح چندہ

سالانہ	۲۴ روپے
ششماہی	۱۳ "
سہ ماہی	۷ "
خطبہ نمبر	۵ "
بیرون پاکستان	
سالانہ	۴۵ "

جلد ۵۲/۱۷ ۔ ۱۵ صلح ۱۳۴۲ ہش ۔ ۱۵ جنوری ۱۹۶۳ء ۔ نمبر ۱۳

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جتنا کوئی استغفار کرتا ہے اتنا ہی معصوم ہوتا ہے

استغفار کے اصل معنی یہ ہیں کہ گناہ صادر ہی نہ ہوں

"غفلت غیر معلوم اسباب سے ہے ۔ بعض وقت انسان نہیں جانتا اور ایک دفعہ ہی زنگ اور تیرگی اس کے قلب پر آجاتی ہے ۔ اس لئے استغفار ہے ۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ زنگ اور تیرگی نہ آوے ۔ عیسائی لوگ اپنی بے وقوفی سے اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے سابقہ گناہوں کا ثبوت ملتا ہے ۔ اصل معنے اس کے یہ ہیں کہ گناہ صادر ہی نہ ہوں ورنہ اگر استغفار سابقہ صادر شدہ گناہوں کی بخشش کے معنی رکھتا ہے تو وہ بتلادیں کہ آئندہ گناہوں کے نہ صادر ہونے کے معنوں میں کونسا لفظ ہے ۔ غفر اور کفر کے ایک ہی معنی ہیں تمام انبیاء اس کے محتاج تھے جتنا کوئی استغفار کرتا ہے اتنا ہی معصوم ہوتا ہے ۔ اصل معنے یہ ہیں کہ خدا نے اسے بچایا ۔ معصوم کے معنی مستغفر کے ہیں ۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۵)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۴ جنوری بوقت ۸½ بجے صبح

پرسوں حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی ۔ کل کچھ دانت میں درد کی تکلیف رہی اور شام کے وقت کچھ بے چینی بھی رہی ۔ رات نیند گیارہ بجے تک نہ آئی ۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے ۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین اللّٰھم آمین

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۴ جنوری ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"آج خدا تعالےٰ کے فضل سے طبیعت کچھ بہتر ہے"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا

تیسرا آل پاکستان فضل عمر بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا

متعدد مقامات کی اسّی نامور ٹیموں کی شرکت ۔ تین دن میں ۶۸ میچ کھیلے گئے

کامیاب ٹیموں اور کھلاڑیوں میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے

ربوہ ۱۴ جنوری ۔ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۱ جنوری کو جو تیسرا آل پاکستان فضل عمر اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ شروع ہوا تھا وہ کل مورخہ ۱۳ جنوری کو ۸ بجے شب بہت کامیابی اور بخیر وخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا ۔ امسال ربوہ کے علاوہ لاہور ۔ لائل پور ۔ سرگودہا اور چنیوٹ کی ۸۰ ٹیموں نے جن میں ملک کے متعدد نامور کھلاڑی بھی شامل تھے شرکت کرکے بلند پایہ کھیل کا مظاہرہ کیا ۔ تین دن میں سنگل ، ڈبل ، اور لکی ڈبل کے مجموعی طور پر ۶۸ میچ کھیلے گئے ۔

سنگل مقابلہ جات میں شیخ فاروق آف لائلپور چیمپئن قرار پائے ۔ ڈبل کے مقابلہ میں شیخ فاروق اور ڈاکٹر سرفراز علی ملک آف لائلپور رنر چیمپئن شپ جیتی اور لکی ڈبل کے ۲ مقابلوں میں چیمپئن شپ کا اعزاز شیخ فاروق آف لائل پور اور مرزا منصور احمد ربوہ کے حصہ میں آیا ۔ فائنل میچوں کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے کامیاب ٹیموں اور اعلےٰ کھیل کا مظاہرہ کرنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور جملہ کھلاڑیوں کو نہایت درجہ مفید اور کار آمد نصائح سے نوازا ۔

گزشتہ سال محترم جناب امیر محمد خان صاحب گورنر مغربی پاکستان نے اس ٹورنامنٹ کو اپنے خصوصی پیغام سے نوازا تھا ۔ امسال جسٹس منظور قادر صاحب چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ اور محترم جناب حماد رضا صاحب کمشنر سرگودہا ڈویژن نے ازراہ تلطف پیغامات ارسال فرمائے ۔ اور اس ٹورنامنٹ کی افادیت اور اس کی کامیابی سے متعلق بہت قابل قدر خیالات کا اظہار فرما کر اس کے منتظمین اور اس میں شرکت کرنے والے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ۔ امسال بھی لائل پور ، سرگودہا ۔ لائلپور ، اور چنیوٹ کے بعض معززین اور بیڈمنٹن کے شائقین ٹیموں کے ہمراہ خاصی تعداد میں ربوہ تشریف لاکر مختلف ٹیموں کے درمیان مقابلہ جات دیکھتے اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ۔ نیز اہل ربوہ کو بھی ان سب معزز مہمانوں کے ساتھ ملکر بیڈمنٹن کے بہت اعلیٰ پایہ کے کھیل سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ ملا ۔

فائنل مقابلہ جات

ٹورنامنٹ کے فائنل مقابلہ جات کل مورخہ ۱۳ جنوری نماز مغرب کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۶۳ء

خلافت علیٰ منہاجِ نبوت

ماہنامہ "طلوع اسلام" جو منکرین سنت کا نمائندہ ہے کے ایڈیٹر جناب صفدر سلیمی نے ہفت روزہ "ایشیا" جو جماعت اسلامی کا "ارگن" کے ایڈیٹر ملک نصر اللہ خاں عزیز کو ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ

"آپ "مرکز ملت" کی اصطلاح کو جو طلوع اسلام میں پیش کی جاتی ہے ہدف طعن وملامت بناتے رہتے ہیں۔ اس اصطلاح سے مقصود کیا ہے اس کی تشریح طلوع اسلام کے مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء کے شماروں میں (پرویز صاحب کی زبانی) ان الفاظ میں کی گئی ہے:

اطاعت خدا و رسول کے متعلق جو کچھ میں کہتا ہوں۔ وہ صرف یہ ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صورت یہ نہیں تھی۔ کہ ہر شخص اپنے اپنے مفہوم کے مطابق خدا اور رسول کی اطاعت کر لیتا تھا اس کی صحیح شکل یہ تھی کہ حضور کے بعد جو خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوئی تھی اس سے پوچھا جاتا تھا کہ فلاں معاملہ میں خدا اور رسول کی اطاعت کس طرح کی جائے گی جو فیصلہ وہاں سے ملتا اُسے خدا اور رسول کی اطاعت سمجھا جاتا اسی سے وحدتِ امت قائم تھی۔ جب خلافت باقی نہ رہی تو خدا اور رسول کی اطاعت انفرادی طور پر ہونے لگی اس سے امت میں افتراق پیدا ہوا۔ امت میں دوبارہ وحدت پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ پھر سے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم کی جائے اور اس کے فیصلوں کے مطابق خدا اور رسول کی اطاعت کی جائے اسی خلافت کو بغرض اختصار، مرکز ملت یا اسلامی نظام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور میں اس کی بار بار وضاحت کر چکا ہوں۔ میں نہ ہر نظام حکومت کو اسلامی نظام کہتا ہوں۔ اور نہ اس کے فیصلوں کی اطاعت کو خدا اور رسول کی اطاعت۔ میرے نزدیک خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے علاوہ کوئی نظام، اسلامی نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ اسے مرکز ملت کہا جا سکتا ہے۔ (بحوالہ طلوع اسلام مارچ ۶۲ء ص ۱۹ اپریل ۶۲ء ص ۶۳)"

(ایشیا مورخہ ۲۶/۱۱/۶۲ ص ۲)

اس کے جواب میں ملک صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"مرکز ملت کا یہ تصور بھی دین کے سراسر خلاف ہے۔ یہ ایک سخت گھناؤنے مغالطے پر مبنی ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صورت یہ نہیں تھی کہ ہر شخص اپنے اپنے مفہوم کے مطابق خدا اور رسول کی اطاعت کر لیتا تھا۔ اس کی صحیح شکل یہ تھی کہ حضور کے بعد جو خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوئی تھی۔ اس سے پوچھا جاتا تھا کہ فلاں معاملے میں خدا اور رسول کی اطاعت کس طرح کی جائے گی۔ جو فیصلہ وہاں سے ملتا۔ اسے خدا اور رسول کی اطاعت سمجھا جاتا"

اصل سوال یہ ہے کہ خلافت علی منہاج راشدہ پیش آمدہ مسائل میں فیصلہ کرنے کا کیا طریق اختیار کرتی تھی۔ کیا صرف "کتاب" کو کھول کر اس میں متعلقہ مضمون کی آیت پڑھ کر خلیفہ راشد اپنا فیصلہ صادر کر دیتا تھا یا اس معاملے میں وہ "سنت" اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسنون تعبیر کو حرف آخر تصور کرتا تھا۔ اگر امر واقعہ یہ ہے کہ جب خلیفہ راشد کے سامنے ارشاد رسول پیش کر دیا جاتا تھا تو نہ صرف وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے رجوع کر لیتا تھا۔ بلکہ پوری جماعت صحابہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتی تھی تو "مرکز ملت" کا وہ تصور جو پرویز صاحب پیش کر رہے ہیں۔ سراسر خلاف دین ثابت ہوتا ہے۔ پرویز صاحب کے مرکز ملت کا تصور یہ ہے کہ ان کے "خلیفہ" صاحب سنت رسول سے بالکل بے نیاز ہو کر "کتاب" سے جو مفہوم اپنی رائے سے اخذ کر لیں گے وہ از سر نو اسی طرح اسلام ہو گا جس طرح وہ مفہوم عین اسلام تھا۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد الٰہی کے مطابق پیش کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تصور نہ خلافت راشدہ کے نظام میں تھا۔ اور نہ آئندہ یہ تصور دین کے مطابق ہو سکتا ہے۔ خلفائے راشدین شریعت کے معاملات میں خود سنت کی پیروی کرتے تھے اور امت بھی صرف اسی وقت ان کی اطاعت کرتی تھی۔ جبکہ وہ دلیل سے ثابت کر دیتے تھے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے میں یہ ارشاد فرمایا ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلافت راشدہ کے دور میں اپنی وفات کے بعد مطاع بحیث حق ہے۔"

(ایشیا مورخہ ۲۶/۱۱/۶۲ ص ۲، ۱۰)

پرویز صاحب نے اپنی تشریح میں نہ تو قرآن کریم کا ذکر کیا ہے اور نہ سنت کا اور نہ اس امر کا کہ خلیفہ راشد اپنا فیصلہ کس طرح صادر کرتا تھا۔ تاہم چونکہ پرویز صاحب کا معلوم اور مشہور موقف یہی ہے کہ صرف قرآن کریم کے احکام پر جمع ہونے سے ہی امت میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے اور سنت کو اور احادیث کو وہ اسلامی شریعت میں کوئی وقعت نہیں دیتے اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل نظر انداز کر کے یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وقت کے مطابق قرآن کریم پر عمل کیا تھا زمانہ بدلنے کے ساتھ اس کو پیش نظر رکھنا ضروری نہیں ہے بلکہ انبساط احکام صرف قرآن کریم سے ہی ہونا چاہیئے اس لئے ملک صاحب نے جو تنقید کی ہے اصولاً درست ہے

حقیقت یہی ہے کہ قرآن کریم اور اُسوہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں اسلامی قانون کے انبساط کے لئے ضروری ہیں تاہم چونکہ احادیث جن سے اسوۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازہ کیا جاتا ہے ان کا مقام ظنی ہے۔ اور ان کا وہ مقام نہیں ہے جو قرآن کریم کا ہے البتہ قرآن کریم کے بعد سنت کا مقام ہے یعنی ان اعمال دینیہ کا جو تعامل اور تواتر کے ساتھ عباد اللہ کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ اگرچہ بعض فروعی باتوں میں ان میں بھی اختلافات موجود ہیں نہ صرف عوام نے بلکہ اہل علم حضرات نے بھی ایسی باتوں میں فرقہ داری کے ایسے خطرناک جراثیم داخل کر دیئے ہوئے ہیں کہ جن کی چھان پھٹک ایک نہایت پیچیدہ معاملہ بن چکی ہے۔

اس کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ قرآن کریم کے احکام پر اُسوۂ حسنہ رسول اللہ کی روشنی کے بغیر خود بخود صحیح عمل کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کو تنہا نازل نہیں فرمایا بلکہ اس کو ایک ایسے انسان کے ذریعہ نازل فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کی رہنمائی میں قرآن کریم پر عمل کر کے بھی دکھائے اور ہر زمانے کے انسانوں کے سامنے ایسا نمونہ رکھے کہ جس کو دیکھ کر وہ قرآن کریم کی تعلیمات پر صحیح طور پر عامل ہو سکیں اور اس فلاح کو پائیں جس کے لئے قرآن کریم نازل کیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ کسی انسان کی زندگی خواہ اللہ تعالےٰ کی آخری اور کامل ترین رسُول ہی کیوں نہ ہو اس دنیا میں جاودانی نہیں ہے۔ اسلئے یہ تو ناممکن ہے کہ ہم آج تیرہ چودہ سو سال کے بعد سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید پر عمل کرتا ہُوا دیکھیں۔ ہمارے پاس صرف سنت اور احادیث ہیں جو آپ کے اُسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مگر جیسا کہ ہم نے اوپر واضح کیا ہے سنت اور احادیث زندہ نمونہ کے قائمقام نہیں ہو سکتیں۔ قرآن کریم کے متعلق تو ثابت شدہ ہے کہ اس میں زیر و زبر کا بھی تغیر و تبدل نہیں ہُوا لیکن سنت اور احادیث کے متعلق یہ دعوےٰ نہیں کیا جا سکتا۔

خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کو یہ سہولت حاصل تھی کہ انہوں نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اپنے کانوں سے آپؐ کے فرمان سنتے تھے اس لئے ان کے لئے مسائل کو آپ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں حل کرنا مشکل نہ تھا۔ اگر ایک بھول جاتا تو دوسرا یاد کرا دیتا ایک تو یہ بڑا فائدہ ان کو تھا۔ پھر ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم اور اسوۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر چلنے کے لئے خلفائے راشدین کی رہنمائی خود اللہ تعالےٰ بھی فرماتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کا عہد تاریخ انسانیت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بعد آج تک قرآن کریم اور اسوۂ رسول اللہ کو انسان کس طرح اپنا رہنما بنا سکتا ہے۔ تابعین اور تبع تابعین کا سوال نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ آج جب ہمارے پاس صرف قرآن کریم بلا تغیر و تبدل موجود ہے اور اسوۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح زندہ موجود نہیں جس طرح صحابہ کرامؓ کے سامنے تھا۔ اور اسوۂ رسول اللہ کے بغیر اسلامی شریعت کی تکمیل نہیں ہوتی جیسا کہ شاید منکرین سنت کے علاوہ تمام اہل علم حضرات یقین رکھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالےٰ نے کوئی ایسا انتظام بھی کیا ہے کہ جس سے قرآن کریم کی ظاہراً حفاظت کے (باقی ص پر)

اسلام — اور — مفکرین مغرب

تقریر محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء

(۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کے دو پہلو

قرآن شریف میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آتا ہے۔ اور ملت ابراہیم کو approval کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کے دو پہلو ضرور بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ حنیف تھے یعنی فرمانبردار اور دوسرے یہ کہ آپ مشرک نہ تھے۔ اس امتحان میں کیا یہود پاس ہو سکتے ہیں؟ اس لئے قرآن شریف کہہ رہا ہے کہ تم ابراہیم کی سچائی کا بے شک اقرار کرو۔ اور کرو اور۔ ہم تو پہلے سے وہ اقرار کر رہے ہیں۔ لیکن خیال رکھنا جب وقت آئیگا تم خود ہی منہ پھیر لو گے۔ کیونکہ ابراہیم تو کہے گا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی پیغام آئے تم اس کی فرمانبرداری کرو۔ لیکن تم یہ کہو گے کہ ہم موسیٰ کے بعد کسی کلام کو نہیں مانتے، تم یہ کہو گے کہ ہم عیسےٰ کے بعد کسی کلام کو نہیں مانتے۔ پھر فرمانبرداری کیسی؟ اور ملت ابراہیم کے اقرار کے کیا معنی؟ پھر ابراہیم علیہ السلام سے تو خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا اور تمہاری کتابوں میں یہ وعدہ درج ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت ابراہیم کی دونوں اولادوں کو برکت دے گا یعنی حضرت اسحٰق کی اولاد کو بھی اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو بھی۔ کیا یہ وعدے تورات میں درج نہیں؟ پھر کیوں تم نے دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد کے متعلق جو الٰہی بشارتیں تھیں وہ کدھر گئیں؟ کیا خدا کے وعدے ایسے ہوا کرتے ہیں اور یقیناً تم تاریخ سے ایسے ناواقف نہیں ہو اور تاریخ ہی نہیں تمہاری اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل اور آپ کی والدہ کو لے کر ایک بے آب و گیاہ وادی میں جا کر چھوڑ آئے۔ اور یہ اس خواب کی تعبیر تھی جو آپ نے دیکھا تھا کہ آپ اپنے ایک بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اب جو آپ کی کتابیں ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ یہ بیٹا گویا اسحٰق تھا۔ حالانکہ آپ کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے، کہ قربان ہونے والا بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پہلوٹھا بیٹا تھا۔ اور پہلوٹھا بیٹا آپ کی کتابوں کے مطابق اسمٰعیل تھا نہ کہ اسحٰق۔

پھر کیا اس خواب نے بس ایسے ہی پورا ہو جانا تھا کہ چھری لے کر قربانی کی تیاری ہو۔ اور اس پر خدا تعالیٰ کہہ دے کہ بس قربانی ہو گئی۔ نہیں نہیں بلکہ آپ کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد موجودہ فلسطین کے جنوب میں آباد ہو گئی۔ ادھر تاریخ کہتی ہے کہ اس علاقے میں ایک ایسا قدیم معبد تھا۔ جس سے زیادہ قدیم معبد دنیا میں اور کوئی نہیں۔ اور وہ معبد آج تک آباد اور پُر رونق ہے۔ تاریخ یہ بھی کہتی ہے کہ اس معبد کے ارد گرد جو قوم آکر بسی وہ بنو اسمٰعیل ہے۔ اسی بنو اسمٰعیل میں سے حضرت موسیٰ کی وحی کے عین مطابق (کہ یہ بھی آپ کی کتابوں میں ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور خدا کا وعدہ پورا ہوا جو ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا کہ خدا بنو اسمٰعیل کو بھی برکت دے گا۔ پھر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیسے کر سکتے ہو؟

غرضیکہ منہ سے ابراہیم ابراہیم کا دم بھرنا کافی نہیں۔ اس کا پورا مفہوم قبول کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ شاید بالفعل مفکرین مغرب کے لئے آسان نہ ہو۔

منٹگمری واٹ کا ایک اور نظریہ

سو ایک تو یہ بات منٹگمری واٹ صاحب کی ہے جو بہت دلچسپ ہے۔ دوسری ایک اور بات ہے اور وہ یہ کہ ان کی تازہ کتاب Islam and the integration of Society ہے جیسا کہ یہ نام کی اس کتاب میں واٹ صاحب نے تاریخ اسلام پر سوشیالوجی کے نقطۂ نظر سے تبصرہ کیا ہے اس سے ان کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام اور انقلاب اسلام جس سے دنیا میں بڑے پیمانے پر ایک قومی اتحاد پیدا ہو گیا۔ اس انقلاب کو کسی الٰہی تصرف اور الٰہی نصرت کا نتیجہ سمجھنے کے بجائے ہم اسے وقت کے طبعی حالات کا نتیجہ سمجھیں، اگر ان کا جی چاہتا ہے تو بے شک ایسا سمجھیں۔ لیکن یہ بتائیں کہ اس سے دنیا کا کونسا مسئلہ حل ہو گا۔ مگر مجھے منٹگمری واٹ پر ہنسی تو کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دنیا کا ایک مسئلہ ان کی تحقیق سے ضرور حل ہو جائے گا۔ اور وہ یہ کہ جس طرح اسلام نے قوموں کو ایک کیا ہے اس طرح اور کوئی مذہب یا فلسفہ یا آئیڈیالوجی نہیں کر سکا۔ اور نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ وہ خود مانتے ہیں کہ جس طرح اسلام نے انسانی برادری کو جوڑا ہے بقول ان کے انٹگریٹ کیا ہے اس طرح پوری تاریخ دنیا میں اور کسی تحریک نے نہیں کیا۔ تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ دنیا کو اور کیا چاہیئے؟ یہی نا کہ دنیا میں دنیا کی قوموں میں انسان انسان میں اتحاد یا کسی درجے کے اتحاد کی صورت پیدا ہو جائے۔ سو وہ صورت اسلام نے پیدا کر کے دکھا دی ÷

اسلام کا طبعی طریق اتحاد

اب غور کر لو کہ اسلام نے جو طبعی طریق اتحاد سکھایا۔ پھر اسے کامیاب بنا کر دکھایا۔ اس میں اصل سِر کیا ہے؟ اس میں اصل سِر یہ ہے کہ اسلام کا پیغام ساری بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ سوشیالوجی والے کہتے ہیں کہ گروہ کی تعریف یہ ہے کہ اس کی حدود نظر آئیں جو منظم جماعتیں ہوتی ہیں۔ ان کی حدود نظر آجاتی ہیں۔ یعنی یہ نظر آجاتا ہے کہ فلاں اس گروہ میں شامل ہے یا شامل ہو سکتا ہے فلاں نہیں یا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو بڑے بڑے گروہ، خلاً ملک، قوم، نسل، یا بنی نوع انسان ان کو سوشیالوجی والے اصطلاحی گروہ نہیں مانتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ بنی نوع انسان کیسے ایک گروہ بنتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ تم خیال کرو ایک ہتھیلی ہے اس میں تمام انسانوں کو انگلوں کو پچھلوں کو گوروں کو کالوں کو حاکموں کو محکوموں کو اٹھا لیا گیا ہے۔ اور اس ہتھیلی سے کوئی ایک انسان بھی باہر نہیں۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ تم میں یہ تصویر اپنے ذہن میں لاؤ اور پھر سمجھ لو۔ بنی نوع انسان کے اس ایک گروہ کی وسعت کیا ہے جس کی طرف تم کو ہم نے بھیجا ہے۔ اس سے تم کسی ایک کو بھی کم نہیں کر سکتے۔ کسی ایک کو بھی چھوڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ

وما ارسلنٰک الّا کافّۃً للناس بشیراً و نذیراً۔

(سورۂ سبا)

سو اسلام انسانوں کو جمع کرنے میں اس لئے کامیاب ہوا کہ اس نے سارے انسانوں کو مخاطب کیا۔ پھر اس لئے کامیاب ہوا کہ اس نے ان سارے انسانوں کو ساری سچائیوں پر جمع کر دیا کسی ایک سچائی کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس نے ابراہیمؑ والی سچائی کو بھی لیا۔ اسحٰقؑ والی سچائی کو بھی لیا۔ اسمٰعیلؑ والی سچائی کو بھی لیا موسیٰؑ اور عیسےٰؑ والی سچائی کو بھی لیا۔ اور اس کے علاوہ اگر چین میں یا ایران میں یا ہندوستان میں یا یونان میں یا اور کسی جگہ کوئی سچائی کا پیغامبر اسے نظر آیا تو اسے بھی ماننے اور قبول کرنے کو اسلام نے لوگوں سے کہہ دیا۔ اب ایسی تعلیم انسانوں کو انٹگریٹ نہ کرے تو اور کیا کرے۔ پس منٹگمری واٹ نے بے شک انسان کو طبعی حالات کا ردعمل بنایا، لیکن انہوں نے یہ بتا کر دنیا پر اور انسانی اتحاد کی تمنا رکھنے والوں پر احسان کیا ہے کہ اسلام کے سوا اتنے بڑے پیمانے پر اور کبھی

تعلیم نے کبھی بھی انسانوں کو متحد نہیں کیا یہ بہت بڑی سچائی ہے اور اس سے دنیا چاہے تو بہت فائدہ اٹھا سکتی ہے پھر دنیا خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور کئی دوسرے علیہم السلام جنہوں نے محمد رسول اللہ کے مقابلے میں اتحاد انسانی کے لئے گویا کچھ بھی نہیں کیا وہ تو جو کچھ کہیں خدا کی طرف سے ہوتا ہے" لیکن نعوذ باللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم خدا کی طرف سے نہ ہو ایسی اعلیٰ درجے کی تعلیم ایسی بے مثال تعلیم جسے نہ کوئی اور نبی نہ کوئی فلاسفر پیش کریگا بدرجہ اولیٰ خدا کی طرف سے ہے۔

مغربی مفکرین کی ایک تیسری قسم

ایک تیسری قسم کے مغربی مفکرین بھی ہیں اور وہ وہ ہیں جنہوں نے مسلم ورلڈ کے نعیم جیسے سچائی اور انصاف اور عقل اور تحقیق اتحاد انسانی کا خون کرنے والوں کی جگہ لی ہے۔ یہ لوگ بہت بدل گئے ہیں اور اپنے پچھلے ریکارڈ پر اظہار تاسف کرتے ہیں۔ اب بھی وہ اسلام میں نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں لیکن اور طرز سے۔ اس نئی طرز سے مسلمانوں کو اور بھی ہوشیار ہونا چاہیئے۔ لیکن جتنا قدم اس تیسری قسم کے مفکرین نے سلیقے اور راستی کی طرف اٹھایا ہے اس کی ہمیں قدر بھی کرنی چاہیئے۔

مسلم ورلڈ کے موجودہ ایڈیٹر کو بھی قریباً اسی مضمون کا خط لکھا جیسا کہ پروفیسر ٹاؤن بی کو اور پروفیسر منٹگمری واٹ کو ایڈیٹر صاحب نے جواب میں لکھا یہ درست ہے کہ ماضی میں عیسائی نقاد افسوسناک طریق سے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نکتہ چینی کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب ایسا نہیں۔ اب ہمارا طرز کچھ اور ہے وغیرہا۔ میں نے پھر لکھا کہ اگر یہ آپ کو تسلیم ہے تو کیوں نہیں ایسی باتوں اور ایسا لکھنے والوں کی ایک فہرست شائع کر دیتے تاکہ آپ کا احساس عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو اور آپ کی یہ خدمت تلاش حق اور انسانی مفاہمت اور انسانی اتحاد کی ایک خدمت متصور ہو۔ اس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ اس کا اب کوئی فائدہ نہیں۔

اس جواب کے بعد اور پروفیسر ٹائن بی اور پروفیسر منٹگمری واٹ کے خیالات معلوم کر لینے کے بعد اور یہ محسوس کرتے ہوئے کہ انہیں بھی اعتراف ہے جیسا کہ مسلمانوں کا ہمیشہ ہی اپنی تعلیم کے ماتحت یہ ایمان رہا ہے کہ اب جو بھی نظام اعتقادات اور جو بھی لائحہ عمل دنیا کی نجات اور دنیا کی بھلائی کے لئے پیش کیا جائے۔ اس میں ساری بنی نوع انسان کے مفاد کا خیال رکھا جانا ضروری ہے، ایسی تعلیم کا غالب حصہ (میجر حصہ) اتحاد انسانی کے لئے خاص طور پر موثر و مفید ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دنیا جس خطرے سے فوری طور پر دوچار ہو رہی ہے۔ وہ قوم قوم اور نسل نسل اور مذہب مذہب کا آپس کا افتراق اور آپس کا ذہنی بُعد ہے۔ مادی بُعد کم سے کم تر ہو رہا ہے لیکن ذہنی اور جذباتی بعد پہلے کی طرح ہی نہیں ؛ آج کی بڑھتی ہوئی سیاسی بیداری کی وجہ سے پہلے سے بھی زیادہ ہو رہا ہے، ایسے حالات میں ضروری ہے کہ مغرب اور مشرق اور شمالی اور جنوب کے مفکرین ان اعتقادی اور خیالاتی اور آج کل کی اصطلاح میں آئیڈیولاجیکل بنیادوں کی فہرست مرتب کریں۔ تا دنیا میں اتحاد کی طرف سنجیدگی سے قدم اٹھایا جا سکے، اگر ایسا کوئی عزم ہو جائے تو ہر مذہب اور ہر فلسفہ کو اپنا اپنا نظریہ اتحاد انسانی کے متعلق پیش کرنا ہوگا یہودی بھی پیش کریں، عیسائی بھی پیش کریں، دہریہ بھی پیش کریں، ہندو بھی کریں، بدھ بھی کریں، کوئی اور ہوں تو وہ بھی کریں۔

(باقی)

لیڈر (بقیہ صہ ۲)

ساتھ اس کی روحانی حفاظت یعنی اسوۂ رسول اللہ کی بھی حفاظت ہو سکے۔؟

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

ہم نے ہی یہ قرآن کریم اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ بھی ہیں۔

پھر اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہمارے لئے "اسوۂ حسنہ" بھی بنایا ہے تاکہ ہم قرآن کریم کو صحیح طور پر عمل کر سکیں۔ اگر ہماری رہنمائی کے لئے یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں تو لازم ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کے ہر زیر و زبر کی حفاظت کی ہے اسی طرح کوئی ایسا انتظام بھی کرتا کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوہ حسنہ بھی قیامت تک دنیا کے سامنے آتا رہتا۔ آیۂ محولہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ضرور ایسا انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کی تشریح حدیث مجددین میں آتی ہے دوسرے لفظوں میں تجدید و احیائے دین کے لئے یعنی قرآن کریم اور رسول اللہ کو اجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ ایسے انسان کو وقتاً فوقتاً مبعوث کرتا رہے گا۔ جن کی رہنمائی وہ خود کرے گا اور جو اپنے اعمال کے آئینہ میں قرآن کریم کی تعلیمات کو اس طرح پیش کرتے رہیں گے جس طرح اسوہ رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ ہے خلافت علیٰ منہاج نبوت جو پیشگوئی کے مطابق آخر زمانہ میں اللہ تعالےٰ از سر نو بپا کرے گا اور جو الامام المہدی کے ذریعہ برپا کی جائے گی۔ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے الفاظ "مرکز ملت" کی خود ساختہ اصطلاح کے مترادف نہیں ہو سکتے۔

اس طرح نہ تو پرویز صاحب کا نظام ربوبیت کوئی اسلامی چیز ہے اور نہ مودودی صاحب کی حکومت الٰہیہ کوئی خدائی چیز ہے صرف قرآن کریم بغیر اسوہ رسول اللہ کے ملت کی رہنمائی کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ ملت انسانوں کے گروہ کا نام ہے اور وہ کسی تعلیم پر قائم نہیں ہو سکتے۔ جب تک عملی نمونہ ان کے سامنے نہ ہو اور یہی نمونہ "اسوہ حسنہ" ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے مجددین کے ذریعہ کی ہے

افسوس ہے کہ خود ساختہ مصلحین اور لیڈروں نے تجدید دین سے عوام کو بیزار رکھنے کے لئے طرح طرح کے فلسفیانہ اور جذباتی گروہ بنائے ہیں اور اسلام میں فرقہ بندی نہایت تلخی کی حد تک پہنچ گئی ہے۔

(باقی)

دارالافتاء

چند سوال اور ان کے جواب

از مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ناظم دارالافتاء

سوال
اگر کوئی آدمی لاہور میں کام کرتا ہے اور اس کا گھر کسی دوسرے شہر یا گاؤں میں ہے تو وہ وہاں جا کر نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔؟

جواب
جہاں گھر ہے وہاں انسان جب جائے پوری نماز پڑھے۔

سوال
لکڑی کپاس کا ٹھیکہ لیا جا سکتا ہے اور اگر مزارع کی چوری کا ڈر ہو تو مالک لکڑی فصل سے اندازہ کے مطابق حصہ لے سکتا ہے؟

جواب
عام حالات میں مبہم سودا درست نہیں تاہم اِس بارہ میں زمیندارہ رواج کو خاص اہمیت حاصل ہے یعنی اگر ایسے سودے میں اندازے بوجہ تجربہ و رواج بالعموم صحیح ثابت ہوتے ہوں اور فریقین میں کسی خاص تنازع کی صورت شاذ و نادر رونما ہوتی ہو تو پھر اس قسم کے سودے شرعاً جائز ہوں گے کیونکہ ممانعت کی بنیادی وجہ فریقین میں تنازعات کا اٹھ کھڑا ہونا اور نقصان کی الجھنوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اگر یہ وجہ نہ ہو تو پھر ایسے سودے جائز ہوں گے خیبر میں کھجوروں کی فصل کی بٹائی باہمی رضامندی سے اندازہ کے مطابق کر لی جاتی تھی اور یہ صورتِ معاملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی رائج تھی جیسا کہ بخاری کی روایت سے ظاہر ہے۔

سوال
ماں نہیں چاہتی کہ بیٹا ربوہ جا کر تعلیم حاصل کرے اور گاؤں میں تعلیم کا انتظام نہیں۔ کیا بیٹا ماں کی نافرمانی کر سکتا ہے!

جواب
ماں کو سمجھایا جائے کہ خیر خواہی اس میں ہے کہ اس کے بیٹے کا مستقبل شاندار ہو اور وہ بہت بڑا عالم بنے سمجھدار ماں صورت حال سے واقف ہونے کے بعد بیٹے کی بات ضرور مان لے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سوال
کیا ضروری ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے وہ اسی گھر میں عدت کے دن بسر کرے جہاں خاوند کی وفات کی اُسے خبر ملی کیا کسی کام کاج کے لئے وہ گھر سے باہر آ سکتی ہے؟

جواب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ عورت عدتِ وفات کے ایام میں بلا خاص مجبوری گھر سے باہر نہ نکلے چنانچہ حدیث میں ہے کہ فریعہ بنت مالک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میرا خاوند اپنے فرار شدہ غلاموں کی تلاش میں گیا ہوا تھا قدوم کے اطراف میں وہ اُسے مل گئے لیکن انھوں نے اکٹھا کر کے اُسے قتل کر دیا اور جب مجھے اس کی وفات کی خبر ملی میں اپنے گھر والوں سے دور ایک جگہ رہ رہی تھی میرا خاوند نہ اپنا مکان چھوڑ گیا ہے اور نہ گذارہ کی کوئی صورت مجھے اجازت ہو تو میں اپنے گھر والوں کے پاس اُٹھ آؤں اور وہاں اگر عدت کے دن پورے کروں۔

آپ نے پہلے تو مجھے اس کی اجازت دیدی لیکن پھر بلا کر فرمایا عدت وہیں گذارو جہاں تمہیں اپنے خاوند کی وفات کی خبر ملی تھی چنانچہ جیسے بن پڑا میں نے چار ماہ دس دن وہیں بسر کئے اس حدیث کو بخاری کے سوا باقی سب محدثین مثلاً مسلم۔ ترمذی۔ وغیرہ نے روایت کیا ہے؛

البتہ علماء نے بعض صحابہ کی تشریح کے مطابق اس بات کی اجازت دی ہے کہ دن کے وقت کسی اشد ضروری کام کے لئے معتدہ گھر سے باہر آ سکتی ہے مثلاً ایک عورت حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کا باپ بیمار ہے کیا وہ اس کی تیمارداری کے لئے جا سکتی ہے تو حضرت ام سلمہؓ نے اسے دن کے وقت جانے کی اجازت دے دی لیکن رات بہر حال اپنے عدت کے گھر میں ہی بسر کرنے کی ہدایت کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال
میری بچی قریباً ڈیڑھ ماہ تک قرآن حکیم ختم کرنے والی ہے میری بیوی کی خواہش ہے کہ اس موقع پر قرآن کریم کا ختم کرایا جائے نیز عزیزوں کو بلا کر دعوت کی جائے کیا یہ جائز ہے؟

جواب
جو غیر ملحوظ بات بھی رسماً اور اس التزام کے ساتھ کی جائے کہ اگر نہ ہوئی تو لوگوں میں کیا منہ دکھائیں گے وہ ناجائز ہے ہاں اگر نیت یہ ہو کہ اس طرح سے لوگوں میں قرآن پاک پڑھنے کا شوق پیدا ہو یا غیر احمدی رشتہ داروں کو بتایا جائے کہ احمدی قرآن پاک سے سچا عشق اور پیار رکھتے ہیں اور اپنے بچوں کو کلام الٰہی پڑھانے کے سب سے زیادہ شوقین ہیں تو پھر ایسی تقریب منعقد کرنے میں کوئی حرج نہیں تاہم اس بات کا خیال رکھا جائے کہ:-

(ا) اہتمام میں اسراف و تبذیر نہ ہو۔

(ب) ناروا رسموں کا عمل دخل نہ ہو

ج۔ پاکیزہ ذکر اذکار ہو یا درثمین سے آمین وغیرہ سے متعلقہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے جائیں۔

سوال
رخصتانہ کے موقع پر جہیز کی نمائش کرنا اور عورتوں کو بلا کر دکھانا جائز ہے؟

جواب
یہ بھی ایک رسم ہے اور اظہارِ فخر کا نامناسب ذریعہ۔ اس لئے اس سے بچنا چاہیئے۔

سوال
تشہد کے بعد کے درود شریف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خصوصی نام بھی شامل کیا جا سکتا ہے؟

جواب
اس میں کوئی حرج نہیں تاہم اگر معروف درود پر ہی اکتفار کیا جائے تو "آلِ محمدؐ" میں یہ تمام مقدس وجود شامل ہو جاتے ہیں اور سب کو اپنے اپنے مقام کے مطابق اس سے حصہ ملتا ہے اور اضافہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سوال
کیا پھوپھی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں؟

جواب
یہ جائز نہیں حدیث صحیح میں ہے:

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان تنکح المرأۃ علی عمتھا او خالتھا۔

(بخاری، مسلم)

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھوپھی اور بھتیجی خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے یہ قرآن کی تنسیخ نہیں بلکہ قرآن کے ارشاد کی حکمت اور تشریح ہے۔

سوال
پانچ ہزار روپیہ اس شرط پر دیا کہ اسے کاروبار میں لگا کر اس کے منافع میں سے ایک حصہ رقم کے مالک کو دیا جائے چنانچہ ایک مدت تک منافع ادا ہوتا رہا لیکن بعد میں فرم کا کاروبار تباہ ہو گیا کیا رقم لینے والا اس رقم کی واپسی کا ذمہ دار ہے

جواب
جو رقم منافع کی شرط پر لگائی گئی ہو وہ اگر ضائع ہو جائے تو رقم لینے والا اس کی واپسی کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔

۲۔ یہ ثابت کرنا رقم لینے والے کی ذمہ داری ہے (ا) کہ رقم قرض نہیں لی گئی تھی بلکہ منافع دینے کی شرط پر لی گئی تھی اور جو منافع ہوا وہ مقررہ شرائط کے مطابق رقم دینے والا وصول کرتا رہا۔

(ب) رقم کے ضیاع میں رقم لینے والے کی کسی کوتاہی یا غفلت کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

سوال
بعض ایسے دوست جن تک اذان کی آواز پہنچتی ہے لیکن وہ مسجد میں آنے کی بجائے گھر میں ہی اپنے بچوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھ لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب
عام حالات میں یہ طریق جائز نہیں کیونکہ نماز باجماعت کی اصل صورت مسجد میں نماز ادا کرنے سے ہی متعلق ہے ہاں اگر کوئی جائز شرعی عذر ہو مثلاً بیمار ہو اور مسجد میں خواہش کے باوجود نہ آ سکتا ہو تو پھر گھر میں اکیلے یا بچوں کے ساتھ مل کر جماعت کی صورت میں نماز پڑھی جا سکتی ہے تاہم مسجد میں نماز باجماعت کی اہمیت کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

سوال
منگنی کی اور لڑکے والوں کو کہا کہ رخصتانہ کے لئے زیورات اور کپڑے وغیرہ بنواؤ انہوں نے قرض اٹھا کر یہ سب کچھ تیار کروا لیا لیکن امیر جماعت نے لڑکی والوں کو پھسلا کر رشتہ دوسری جگہ کرا دیا ایسے نکاح کے بارہ میں شرعی حکم کیا ہے اور غریب آدمی کو جو نقصان ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جواب
اخلاقاً امیر جماعت اور لڑکی والوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا ایک سچے احمدی کی شان کے خلاف ہے کہ وہ وعدہ خلافی کرے۔

۲۔ منگنی پختہ کرنے کے بعد وعدہ کو پورا نہ کرنا بلکہ کسی اور جگہ لڑکی کا نکاح کر دینا اخلاقاً معیوب ہے لیکن اگر دوسری جگہ نکاح ہو جائے تو وہ ناجائز نہیں ہوتا کیونکہ منگنی کے معنی ہی یہی ہیں کہ نکاح سے پہلے فریقین کو اچھی طرح دیکھنے بھالنے اور سوچنے کا موقع مل جائے۔

۳۔ اگر کسی معین خرچ کے لئے لڑکی والوں نے کہا تھا اور اس بنا پر لڑکے والوں کو بلاوجہ زیر بار ہونا پڑا ہے تو لڑکی والے اس نقصان کے ذمہ دار ہیں تاہم اس کا تعلق دراصل واقعات سے ہے کہ خرچ کس قسم کا ہوا اور اسے حقیقتاً نقصان قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں پس اس لحاظ سے یہ معاملہ قضاء سے متعلق ہے افتاء سے نہیں۔

سوال
آپ کی طرف سے الفضل میں سوال و جواب کا سلسلہ نہایت ہی معقول ہے لیکن ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ جماعتی اتحاد کی خاطر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے اگر یہ صحیح ہے تو پھر امام حسن امام حسین علیہما السلام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے دوسرے پھر نبی ہو کر کیوں جماعتی اتحاد کو پارہ پارہ کرتا ہے۔؟

جواب
جماعتی اتحاد سے مراد ایک ایسی جماعت کا اتحاد ہے جو ایک امام کے تابع فرمان ہو

۲۔ باقی امام حسن و امام حسین علیہما السلام کی مثال درست نہیں کیونکہ اول تو ان کے متعلق یہ ثابت ہی نہیں کہ وہ اس وقت نماز باجماعت ادا نہیں کرتے تھے یا جنہوں نے یزید کی بیعت کر لی تھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔

۳۔ دوسرے سوال ایک برحق امام کی جماعت کے اتحاد کا ہے سیاسی انتشار میں مبتلا ایسے گروہ کا سوال نہیں جو ابھی یہ طے کرنے میں ہی لگا ہوا ہے ان کا امام کون ہو کون نہ ہو۔

مراسلات ارسال فرماتے وقت صفحہ کے ایک طرف، صاف اور خوشخط لکھا کریں

(ادارہ)

قریشی عبدالغنی صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

:از عبدالرزاق صاحب قریشی:

قادیان کے رہنے والے احباب ہمارے والد قریشی عبدالغنی صاحب مرحوم مالک گلاس فیکٹری قادیان کو بخوبی جانتے تھے

آج سے تہتر سال قبل ۱۸۸۹ء میں والد صاحب مرحوم پسرور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے آپ ابھی ایک ہی سال کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو داغِ مفارقت دے گئیں بعدازاں آپ کی سوتیلی والدہ نے آپ کی نہایت ہی احسن طریقہ سے پرورش کی بچپن ہی سے والد صاحب متقی اور پرہیزگار تھے نوعمری سے لے کر آخری وقت تک تہجد کی نماز کبھی نہ چھوڑی دینی کتب کے مطالعہ کا آپ کو خاص شغف تھا عربی کے علاوہ فارسی پر بھی عبور حاصل تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اکثر منظوم کلام آپ کو زبانی یاد تھا۔

ابھی تعلیم حاصل کرتے ہوئے پانچ سال ہی گذرے تھے کہ خانگی حالات ناموافق ہو گئے جس کی وجہ سے تعلیم ادھوری رہ گئی ہمارے داداجان مرحوم سے عمارت کے کام میں مہارت حاصل کی ۱۹۰۸ء میں لائل پور میں پی ڈبلیو ڈی میں بحیثیت ڈرافٹسمین ملازمت شروع کی جلد ہی ترقی کر کے اوورسیئر ہو گئے اپنی خداداد ذہانت اور قابلیت کے باعث اپنے افسران کی خاص توجہ کا مرکز بن گئے اس دوران میں آپ نے کئی اہم امور سرانجام دیئے جن میں سے لائل پور کا گرین ایلیویٹر (GRAIN ELEVATOR) قابلِ ذکر ہے

۱۹۱۰ء میں آپ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اپنے خاندان میں آپ تنہا فرد تھے جو بالکل نوجوانی کی عمر میں اپنے گھر بار کو خیرباد کہہ کر احمدیت کے شیدائی بن گئے اگرچہ رشتہ داروں نے ہر ممکن مخالفت کی اور ڈرایا دھمکایا مگر آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے حق پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔

۱۹۱۲ء میں ماسٹر کریم الدین صاحب چوہدری پنشنر آف سیالکوٹ کی دختر سے آپ کی شادی ہوئی ماسٹر صاحب مرحوم صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے آپ نے ۱۹۵۰ء میں بعمر ۷۰ سال سیالکوٹ میں وفات پائی اور ربوہ میں دفن ہیں۔

ملازمت کے دوران میں والد صاحب مرحوم کو گلاس ٹیکنالوجی کا شوق پیدا ہوا چنانچہ ایک برہمن دوست اور ہم جماعت لالہ وشنو دت آپ کو گلاس فیکٹری چلانے کے لئے بالا والی لے گیا یہ پہلی فیکٹری تھی جو آپ نے چلائی اور تعمیر بھی خود ہی کرائی یہ کارخانہ گنگا گلاس ورکس کے نام سے مشہور ہے

اس کے بعد آپ نے کئی اور کارخانے چلائے اس سلسلہ میں آپ کو انبالہ، جبل پور، شکوہ آباد اور لاہور میں رہنا پڑا۔

۱۹۲۷ء میں والد صاحب نے قادیان میں اپنی گلاس فیکٹری قائم کی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس فیکٹری میں نہایت اعلیٰ سامان تیار ہونے لگا لیکن مشیتِ ایزدی سے ۱۹۲۹ء میں سیلاب آجانے کی وجہ سے اتنا زیادہ نقصان ہوگیا کہ مجبوراً اس فیکٹری کو بند کرنا پڑا۔

اس فیکٹری سے پہلے غالباً ۱۹۲۸ء میں والد صاحب نے ایک انگریزی نٹنگ مشین منگائی تھی جو اس فیکٹری سے پہلے بھی اور بعد میں بھی تقسیم پاکستان تک ہمارا ذریعہ معاش رہی تقسیم کے دوران یہ مشین ضائع ہو گئی

فیکٹری فیل ہو جانے کے بعد والد صاحب مرحوم چھوٹے پیمانے پر پرائیوٹ کام کرتے رہے نوابزادہ میاں محمد احمد خان صاحب نے آپ کو میک ورکس قادیان میں کام کرنے کی دعوت دی جس کو آپ نے بدل و جان قبول کیا اور تقسیم ہند و پاک تک وہیں کام کرتے رہے۔

۱۹۵۹ء تک آپ چھوٹے پیمانے پر پرائیوٹ کام کرتے رہے پھر ۱۹۵۹ء کی آخری سہ ماہی میں ریکو PCSIR ویسٹ ریجنل لیبارٹریز لاہور میں ملازمت مل گئی۔ ۱۹۶۰ء میں آپ کو اسی کام میں کراچی تبدیل کر دیا گیا جہاں آپ دو سال تک کام کرتے رہے اس دوران میں کچھ عرصہ کیلئے آپ کو ڈھاکہ بھی کام کرنے کیلئے جانا پڑا آخر ماہ نومبر کے آخری عشرہ میں آپ کو پیٹ کی تکلیف ہو گئی چونکہ اس مرض سے قبل آپ کو نمونیا اور ملیریا کی وجہ سے بہت کمزوری ہو چکی تھی اس لئے اس مرض نے غلبہ پالیا اور طول پکڑ گئی ۲۷ نومبر ۶۲ء کو آپ کو لیاقت نیشنل ہسپتال کراچی میں داخل کرا دیا گیا باوجود ڈاکٹروں کی انتہائی کوشش کے آپ صحت یاب نہ ہو سکے آخر ۸ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز جمعۃ المبارک نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد صبح پانچ بجکر بیس منٹ پر ہمیں سوگوار چھوڑ کر مولائے حقیقی سے جا ملے

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ نے وفات سے قبل بہت سی نصیحتیں فرمائیں

خدا تعالیٰ نے آپ کو ۱۲ بیٹے اور ۵ بیٹیاں عطا فرمائیں جن میں سے ۹ لڑکے اور ۴ لڑکیاں بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ خاکسار راقم الحروف کے علاوہ دو لڑکے اور ایک لڑکی غیر شادی شدہ ہیں خدا تعالیٰ نے آپ کو ۱۰ پوتے اور ۹ پوتیاں اور ۷ نواسے اور ۱۲ نواسیاں عطا فرمائیں۔

آپ نے ۲۹ء میں وصیت فرمائی نمبر وصیت ۳۴۰۲ ہے موصی ہونے کی وجہ سے آپ کی نعش کراچی سے ربوہ لائی گئی اور بتاریخ ۹ دسمبر بوقت سوا دس بجے صبح بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔ نمازِ جنازہ کراچی میں ادا ہوئی، ربوہ میں مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اور بہت سے احباب شاملِ جنازہ ہوئے،

آپ نہایت ہی مخلص اور خداترس انسان تھے حتی الوسع آپ کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ خود کو تکلیف میں رکھ کر بھی دوسروں کی مدد کی جائے اولاد کے ساتھ خاص محبت تھی کسی کو تکلیف میں دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتے تھے بلاناغہ تلاوت کلام پاک فرماتے اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرتے اور ہم کو دینی معلومات میں اضافہ کرتے رہنے کی تلقین کرتے تھے

ہم جماعت احمدیہ کراچی کے ان احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس موقع پر ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون فرمایا۔

عبدالرزاق قریشی۔ کراچی نمبر ۵

ایک سال کی پنشن اشاعتِ اسلام کے لئے

دفتر دوم کے مجاہدین کے لئے دفتر اوّل کا نیک نمونہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں دفتر دوم کے مجاہدین کے لئے افضل ترین چندہ تحریک جدید ایک ماہ کی آمد کے پانچویں حصہ تک ضروری سمجھا گیا لیکن افسوس دفتر دوم کے اکثر مجاہدین اس معیار پر بھی پورے نہیں اتر رہے انہیں دفتر اوّل کے مجاہدین کی قربانیوں کو دیکھنا چاہیئے کہ ان میں سے اکثر یہ تڑپ رکھتے ہیں کہ ان کا وعدہ ان کی ماہوار آمد سے کم نہ رہے چنانچہ حال ہی میں مکرم الحاج خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب نائب امیر لاہور مطلع فرماتے ہیں:-

"میں نے اس وعدہ کی ادائیگی بھی کر دی ہے"

اللہ تعالیٰ محترم خان صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، قارئین کرام سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

سالانہ ترقی مساجد ممالک بیرون کیلئے دینے کا نیک نمونہ

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی طرف سے اساتذہ کی سالانہ ترقی کے ۹۲ - ۸۳ روپے کی رقم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ لائحہ عمل کے مطابق مساجد ممالک بیرون کے لئے داخل خزانہ ہوئی ہے ہمارے اداروں کے ارباب اختیار اور ملازم حضرات کے لئے اس میں ایک نیک نمونہ مضمر ہے اللہ تعالیٰ محترم ہیڈ ماسٹر صاحب اور دیگر اساتذہ کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

۱- مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر
۲- مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب بنگالی
۳- " چوہدری غلام رسول صاحب
۴- " " محمد بخش صاحب
۵- " سید سعادت علی شاہ صاحب
۶- " ماسٹر ظہور احمد صاحب
۷- " ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ساہیچوری
۸- " ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اتالیق
۹- " حکیم نفیر احمد صاحب
۱۰- مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب
۱۱- " ماسٹر بشیر علی صاحب
۱۲- " ماسٹر مسعود احمد صاحب
۱۳- " ماسٹر محمد یوسف صاحب
۱۴- " ماسٹر نذیر احمد صاحب
۱۵- " ماسٹر فیروز الدین صاحب
۱۶- " محمد اسمٰعیل صاحب
۱۷- " رفیق احمد صاحب

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ملازمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

اندرون پاکستان ایک ہائی سکول میں ایک عربی کے استاد کی ضرورت ہے جو مولوی فاضل نوجوان اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کرنا چاہیں وہ اپنے ضروری کوائف اپنے امیر صاحب کی سفارش کے ساتھ ایک ہفتہ کے اندر بھجوا دیں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ ضلع جھنگ)

درخواست ہائے دعا

مکرم ارشاد احمد صاحب درک پلیڈر لاہور سول جج کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں آنمکرم نے مساجد ممالک بیرون کے لئے ۱۵۰/ روپے کا وعدہ فرمایا ہے قارئین کرام سے ان کی شاندار کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

۲- مکرم سید محمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پنڈ بگو وال ضلع راولپنڈی ایک لمبے عرصے سے دمہ کے مرض میں مبتلا ہیں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ اور عاجلہ کے لئے دعا فرما دیں۔

(محمد الدین کلرک دفتر ریویو)

۳- میری والدہ صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالعزیز صاحب ملتانی مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ (شیخ عبدالخالق ملتانی از کراچی)

۴- میرے والد محترم حامد حسین خان صاحب میرٹھی حال کراچی چار پانچ روز سے بعارضہ اسہال بیمار رہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (سعیدہ حامد کراچی)

۵- میرے ایک غیر احمدی دوست مکرم محمد رفیق صاحب بعارضہ کھانسی اور گلے کی خراش میں دیر سے مبتلا ہیں احباب جماعت ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

اقوامِ متحدہ کے "خاص فنڈ" میں اضافہ

اقوام متحدہ کا خاص فنڈ جس کا آغاز ۱۹۵۹ء میں ہوا تھا بڑھ کر سب سے بڑا صنعت وحرفت کا امدادی فنڈ بن گیا ہے۔ اس کا انتظام اقوام متحدہ کے ذمے ہے۔ یہ فنڈ کم آمدنی والے ملکوں میں ایسے حالات پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے جو ترقی کے لئے لگائے جانے والے سرمایہ کے لئے سازگار ہوتے ہیں۔

چار سال سے کم عرصہ میں اس فنڈ کی کارگزار سرگرمیاں ۱۲ ملکوں میں ۱۳ منصوبوں سے بڑھ کر جن کی لاگت کوئی ۰۰۰ر۵۰۰ر۳۱ ڈالر تھی ۱۷ ملکوں میں ۲۴۶ منصوبوں تک پہنچ گئی جن کی لاگت ۰۰۰ر۰۰۰ر۵۰۰ ڈالر ہے۔

انسانی ذریعہ کی ترقی!

آدھے سے زیادہ بڑے پیمانے کے منصوبوں کا ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے تربیت کے میدان میں تقریباً ۰۰۰ر۱۳ انجنئرنگ کے طالب علم یونیورسٹی میں داخلہ لے چکے ہیں۔ اور ۱۰۰ر۱ پولی ٹکنیک اداروں میں پڑھ رہے ہیں۔ جن کی امداد خاص فنڈ سے کی جا رہی ہے۔ مختلف صنعتی کاموں میں داروغہ اور نگران کی خدمات ادا کرنے والوں کو تربیت کوئی ۰۰۰ر۱۴ طلباء کو صنعتی تربیتی مرکزوں میں دی جا رہی ہے۔ تقریباً ۸۰۰ آدمیوں کو سیول فضائی اسکولوں میں تعلیم دی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ خاص فنڈ کی مدد سے انتظامی ترقی اور پیداواری مرکز پاکستان ارجن ٹینا اور تھائی لینڈ کے صنعتی طبقوں کا ناگزیر حصہ بن چکے ہیں۔

سرمایہ کاری میں اضافہ!

چار منصوبوں سے جو مکمل ہو چکے ہیں متعلقہ حکومتوں کو قومی اور بین الاقوامی سرمایہ کاری کے منصوبے بنانے میں نمایاں فوقیت حاصل ہوئی ہے اور رفاقی اور عوامی قرضے جو پہلے آسانی سے انہیں مل سکتے تھے انہیں آسانی سے ملنے لگے۔

جن منصوبوں کی تکمیل ہو چکی ہے ان میں سے ایک برقی قوت کا جائزہ ہے جو ارجنٹینا کی حکومت کی درخواست پر لیا گیا اس کا جائزہ لینے کے صرفہ میں خاص فنڈ سے ۰۰۰ر۳۰۰ ڈالر دئے گئے۔ جائزے کے نتائج معلوم ہو جانے کے چند ماہ بعد بین الاقوامی ذریعوں سے ۰۰۰ر۰۰۰ر۳۰۰ ڈالر کی امداد دی گئی تاکہ ارجنٹینا کی توانائی سہولتوں کو بڑھانے کے منظور شدہ پروگرام کا پہلا دور مکمل ہو جائے۔

تھائی لینڈ میں دریائے می کانگ کے معاون دریا کو ترقی دینے کے لئے تکنیکی اور اقتصادی معقولیت پر رپورٹ شائع ہونے کے بعد سرمایہ لگانے کا معاہدہ ہو گیا۔

کسی منصوبے میں اگر خاص فنڈ کی امداد شامل ہو جاتی ہے تو اکثر اس کے اعلان ہی سے غیر معمولی قومی اور بین الاقوامی توجہ اس کی جانب ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر چائیل اور یوگنڈا میں متعدد کان کنی کے اداروں نے سرگرمی سے ان علاقوں میں کان کنی کے حقوق حاصل کرنے کے لئے گفت و شنید شروع کر دی جن کا جائزہ فضائی تحقیق و تفتیش کی تکمیل سے پہلے لیا جا رہا تھا اور کھدائی کا کام بعد اجازت شروع نہیں ہوا تھا۔

صنعتی توسیع!

تحقیقی اداروں کے ذریعے منصوبوں کی امداد سے صنعتی ترقی کی مثال پیرو میں سمندری ذرائع کا تحقیقی ادارہ ہے۔ خاص فنڈ تقریباً ۰۰۰ر۹۰۰ ڈالر کی امداد بلند سطح کے ماہرین اور مخصوص ساز و سامان کے لئے دے رہا ہے اور دوسرے اخراجات کے لئے حکومت ۰۰۰ر۰۰۰ر۱ ڈالر دے رہی ہے۔ یہ ادارہ نہ صرف ملک کی پروٹینی اور زرخیز بنانے والی ضروریات پوری کرنے میں مدد دے رہا ہے بلکہ ماہی خوراک اور مچھلی کے تیل بنانے کے کام میں توسیع بھی کر رہا ہے۔

دوسرے ادارے جو مقامی خام مال اور ذریعوں کو کارآمد بنانے سے تعلق رکھتے ہیں ان میں ایک روئی کی تحقیق تجربہ گاہ متحدہ عرب جمہوریہ میں، ایک مرکزی امریکی تحقیقی ادارہ برائے صنعت ایک زرعی تحقیقی مرکز تونیشیا میں، اور ایک کان کنی کا تحقیقی مقام بھارت میں ہے۔

خاص فنڈ کیلئے رضاکارانہ پیشکش:۔

سو سے زیادہ صنعتی اور کم ترقی یافتہ ملک اپنی خوشی سے امدادی خاص فنڈ کے لئے رقمیں بھیجتے ہیں۔ اس کے پروگرام امداد پانے والے ملکوں سے زیادہ سے زیادہ محنت کے طالب ہوتے ہیں۔ جن کم آمدنی والے ملکوں نے اس ذمہ داری کو قبول کیا ہے ان کی گنجائش کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۰۰۰ر۰۰۰ر۵۰۰ ڈالر کے جو منصوبے حال ہی میں منظور کئے گئے ہیں ان کے لئے خود ان ملکوں نے ۰۰۰ر۰۰۰ر۲۹۰ ڈالر لگانے پر رضامندی ظاہر کی ہے اور بقیہ ۰۰۰ر۰۰۰ر۲۱۰ ڈالر کی ادائیگی کا ذمہ خاص فنڈ نے لیا ہے۔

امداد پانے والے ملک خاص فنڈ کے مرکزی ذریعوں کو مزید رقمیں دیتے ہیں۔ جو اعتماد ان کم ترقی یافتہ ملکوں اور صنعتی ملکوں کو اس فنڈ کی کارگزاری پر ہے اس کا اندازہ باقاعدگی سے ان بڑھتی ہوئی رقموں سے کیا جا سکتا ہے جو بطور امدادی حصوں کے موصول ہوتی ہیں۔ بڑی بڑی رقمیں یہ ہیں: ۱۹۵۹ء کے لئے حکومتوں نے ۰۰۰ر۰۰۰ر۲۶ ڈالر کا وعدہ کیا ۱۹۶۰ء کے لئے ۰۰۰ر۰۰۰ر۴۷ ڈالر کا ۱۹۶۲ء کے لئے ۰۰۰ر۰۰۰ر۶۰ ڈالر کا، اور اب ۱۹۶۳ء کے لئے ۰۰۰ر۰۰۰ر۶۹ ڈالر کا۔

تیسرے آل پاکستان فضل عمر اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب

بقیہ صفحہ اول

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تشریف لانے کے بعد لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ہال میں شروع ہوئے۔ پہلے لکی ڈبل کا میچ ہوا جس میں شیخ فاروق لائلپور اور مرزا منصور ربوہ کے مدمقابل ڈاکٹر سرفراز علی لائلپور اور عبدالصمد ربوہ تھے ان میں سے اول الذکر ٹیم ونر اور موخرالذکر رنر آپ رہی

اس کے بعد سنگل مقابلہ شیخ فاروق لائلپور اور خورشید احمد لاہور کے مابین ہوا جس میں شیخ فاروق چیمپئن اور خورشید رنر اپ قرار پائے

سب سے آخر میں ڈبل کا فائنل مقابلہ ہوا جس میں لائلپور کی دو ٹیمیں ایک دوسرے کے بالمقابل تھیں ایک ٹیم شیخ فاروق اور ڈاکٹر سرفراز علی ملک پر مشتمل تھی اور دوسری ٹیم میں محمد سلیم اور مشتاق احمد ایک دوسرے کے پارٹنر تھے ان میں سے اول الذکر ٹیم ونر رہی اور موخرالذکر رنر اپ قرار پائی

تقسیم انعامات کی تقریب

فائنل مقابلہ جات کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب عمل میں آئی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو جامعہ احمدیہ ربوہ کے بیڈمنٹن کھلاڑی محی الدین صاحب انڈونیشین نے کی بعد ازاں ٹورنامنٹ کے سیکرٹری اشاعت مکرم شاہد احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ محترم جسٹس منظور قادر صاحب چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ کا پیغام جو ٹورنامنٹ کے افتتاح کے موقع پر پڑھ کر سنایا گیا تھا محترم جناب حامد رضا صاحب کمشنر سرگودھا ڈویژن کی طرف سے بھی پیغام موصول ہوا ہے جو محمد ہارون صاحب نائب مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ پڑھ کر سنائیں گے۔

محترم کمشنر صاحب سرگودھا ڈویژن کا پیغام

جناب محمد ہارون صاحب نے کمشنر صاحب کے انگریزی پیغام کا متن پڑھ کر سنایا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"یہ معلوم کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ تیسرا آل پاکستان فضل عمر اوپن بیڈمنٹن ٹورنامنٹ منعقد کر رہی ہے کھیلوں میں شرکت جسمانی ورزش اور تفریحی مشاغل کے نقطۂ نگاہ سے ہی سودمند نہیں ہوتی بلکہ انسانی مساعی کے اور بہت سے شعبوں میں بھی یہ کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ اس ٹورنامنٹ کے منتظمین ربوہ کے نوآموز کھلاڑیوں کے لئے دوسرے شہروں کے اچھے کھلاڑیوں سے بھی مستفید ہونے کا موقع بہم پہنچا کر اپنے شہر کی خدمت بجا لا رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ اس طرح گیم کی مقبولیت کو بڑھانے اور اس کے معیار کو بلند کرنے میں مدد ملے گی۔

میں ٹورنامنٹ کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔"

جذبات تشکر کا اظہار

بعدہ مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجلس مقامی کی طرف سے باہر سے تشریف لانے والے جملہ مہمانوں اور کھلاڑیوں کا شکریہ ادا کیا اور ان کے تعاون اور حوصلہ افزائی کو سراہا نیز کہا کہ میں اس موقعہ پر اس امر کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ لائلپور کے شیخ فاروق اور محمد سلیم لاہور کے مختار احمد اور خورشید سرگودھا کے ارشد صاحب ربوہ کے مرزا منصور اور چنیوٹ کے جاوید صاحب نے بہت اچھے کھیل کا مظاہرہ کر کے ٹورنامنٹ کی شان کو دوبالا کیا ہے یہ سب اور تمام دوسرے کھلاڑی ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ محترم جناب منظور قادر صاحب چیف جسٹس مغربی پاکستان ہائی کورٹ اور محترم جناب حامد رضا صاحب کمشنر سرگودھا ڈویژن کی بھی ازحد ممنون ہے کہ انہوں نے ازراہ تلطف ٹورنامنٹ کو اپنے خصوصی پیغامات سے نوازا اور اس طرح منتظمین اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ــــ آخر میں مہتمم صاحب مقامی نے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ کامیاب ٹیموں اور کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائیں۔

انعامات کی تقسیم

چنانچہ صاحبزادہ صاحب موصوف نے کامیاب ٹیموں اور کھلاڑیوں میں انعامات اور سندات تقسیم فرمائیں۔ سنگل، ڈبل، اور لکی ڈبل کے مقابلہ جات میں چیمپئن بننے والی ٹیموں کو علاوہ انفرادی انعامات اور سندات کے رننگ ٹرافیز بھی دی گئیں۔ اچھے کھیل کا مظاہرہ کرنے والے بعض دیگر کھلاڑیوں کو بھی سپیشل انعامات دئے گئے نیز منتظمین میں سے بعض کو اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر سندات ملیں۔

صدر محترم کا خطاب

انعامات تقسیم فرمانے کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے جملہ کھلاڑیوں سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بعض بیش قیمت نصائح فرمائیں آپ نے فرمایا کہ کھیلوں میں صحت کو بہتر بنانے اور توانائی حاصل کرنے کے علاوہ اور بہت سے فوائد ہیں جنہیں مدنظر رکھنا چاہئیے۔ کھیل اخلاقی نقطۂ نگاہ سے ہمیں ایسے ایسے قابل قدر سبق دیتے ہیں کہ حق پر کاربند ہو کر ہم بحیثیت افراد اور بحیثیت قوم دنیا میں نہایت کامیاب زندگی بسر کر سکتے ہیں کھیل ہمیں قوانین کی پابندی، لین دین (give and take) شکست کو مردانہ وار برداشت کرنے کا حوصلہ، مسابقت باہمی میل ملاپ اور اشتراک و اتحاد کا درس دیتے ہیں۔ یہ سب اوصاف ایسے ہیں کہ ان سے افراد اور قوم کی کایا پلٹ سکتی ہے دنیا میں جن قوموں نے ترقی کی ہے انہی اوصاف کے بل پر کی ہے۔ ہم سب اگر بحیثیت پاکستانی ان اوصاف سے اپنے آپ کو متصف کر لیں تو ہم بھی بحیثیت قوم دنیا کی صف اول کی اقوام میں شمار ہو سکتے ہیں۔ ہمارے کھلاڑیوں کو چاہیئے کہ جس طرح وہ کھیلوں میں جیتنے اور میدان مارنے کی نیت سے حصہ لیتے ہیں اسی طرح وہ زندگی کی دوڑ میں بھی جیتنے اور کامیاب ہونے کو اپنا منتہائے مقصود بنائیں۔

مندرجہ بالا اوصاف میں سے ایک ایک وصف کی بڑی عمدگی سے وضاحت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا اگر دیکھا جائے تو قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ٹورنامنٹس کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں بھی نیکی اور بدی کے مقابلوں کا بار بار ذکر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مقابلوں میں کامیابی کا گر یہ بتایا ہے کہ فاستبقوا الخیرات. کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو اور ایسے بنو کہ دنیا کی کوئی اور قوم تمہارا مقابلہ نہ کر سکے، یہ ترقی اور کامیابی کا اتنا بڑا گر ہے کہ اس کی مدد سے ہم زندگی کے ہر پہلو اور علوم و فنون کے ہر شعبہ میں اوج کمال کو پہنچ سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پارس جس چیز سے بھی چھو جائے اسے سونا بنا دیتا ہے۔ اب کوئی پتھر ہے یا نہیں لیکن ایک وجود ایسا ہے جو واقعی پارس ہے اور مٹی کو سونا بنانے کی کامل اہلیت رکھتا ہے اور وہ ہے ہمارے آقا سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود جو بھی آپ کے قریب ہوا اس کو آپ نے فی الحقیقت کھرا سونا اور زر خالص بنا دیا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم جس طرح نظم و ضبط اور قوانین کی پابندی کر کے کھیلوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح ہم نیکیوں میں سبقت لے جا کر اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ غایت درجہ محبت کا تعلق استوار کر کے اور آپ کی امت میں شمولیت کے فخر کی لاج رکھ کر ایسے اعمال بجا لائیں کہ جو ہماری ہستیوں پر ایک انقلاب وارد کرنیوالے ہوں۔ اگر ہم ایسا کریں گے اور اسی نیت سے کھیلوں میں بھی حصہ لیں گے تو پھر یہ کھیل بھی عبادت بن جائیں گے اور ان سے ہم وہ فائدہ حاصل کریں گے کہ جو دنیا میں کوئی قوم بھی حاصل نہیں کر سکتی خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ کھیلوں میں جو حقیقی فوائد مضمر ہیں ہم قرآن مجید کی روشنی میں ان سے عملاً فائدہ اٹھانیوالے بنیں اور وہ ہمیں پاکستان اور اسلام کے لئے صحیح معنوں میں مفید وجود بنائے ــــ ان بیش بہا نصائح کے بعد آپ نے دعا کرائی اور یہ ٹورنامنٹ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ [illegible]